عرب جمہوریہ مصر ١٩ رمضان ١٤٤٠ھ
وزارت اوقاف ٢٤ مئی ٢٠١٩ء

رمضان المبارک ایمان اور افراد سازی کا مہینہ

ایمان باللہ کا شمار بندے پر اللہ تعالی کی جلیل القدر نعمتوں میں سے ہوتا ہے، حق سبحانہ وتعالی ارشاد فرماتا ہے : {**وَلَكِنَّ اللَّهَ حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ وَزَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ أُولَئِكَ هُمُ الرَّاشِدُونَ* فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَنِعْمَةً وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ**} "لیکن اللہ نے تمہیں ایمان کی محبت عطا فرمائی اور اسے تمہارے دلوں میں آراستہ فرما دیا اور کفر اور نافرمانی اور گناہ سے تمہیں متنفر کر دیا، ایسے ہی لوگ دین کی راہ پر ثابت اور گامزن ہیں"۔ بیشک رمضان المبارک کا مہینہ حقیقی ایمان کا مہینہ ہے، اور اسی لئے جب قرآن کریم میں روزوں کے بارے آیات کا ذکر کیا گیا تو ان کا آغاز ایمان کی صفت کی ندا کے ساتھ کیا گیا، اللہ تعالی نے فرمایا : {**يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ**} "اے ایمان والو ! تم پر روزے ایسے فرض کئے گئے ہیں جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم پرہیز گار بنو"۔

حقیقی ایمان اللہ تعالی کی طرف سے نازل کردہ ہر حکم کی تصدیق کرنا اور اس پر عمل کرنا ہے، مشہور حدیثِ جبریل میں ایمان کی حقیقت کو بیان کیا گیا ہے جو ہر مومن کے دل میں راسخ ہونی چاہیئے جب جبریل علیہ السلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمان کے بارے میں سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : " ایمان یہ ہے کہ تو اللہ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں، روزِ آخرت پر ایمان لائے اور تو اچھی اور بری تقدیر پر ایمان لائے"، ایمان صرف زبان سے کہے جانے والے لفظ کا ہی نام نہیں ہے بلکہ ایمان وہ ہے جو دل میں پختہ ہو جائے اور عمل اس کی تصدیق کرے، اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے : {**إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ* الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ* أُولَئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا**} "ایمان والے تو وہ لوگ ہیں کہ جب ان

کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل خوفزدہ ہو جاتے ہیں اور جب ان پر اسکی آیات تلاوت کی جاتی ہے تو وہ ان کے ایمان میں اضافہ کر دیتی ہیں اور وہ اپنے رب پر توکل رکھتے ہیں - یہ وہ لوگ ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں، اور جو کچھ ہم نے انہیں عطا کیا ہے اِس میں سے خرچ کرتے ہیں - یہی لوگ سچے مومن ہیں"- اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : " مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہے اور مومن وہ ہے جس سے لوگ اپنے مال وجان کے بارے میں بے خوف رہے"-

اور جو شخص اپنے اخلاق اورسلوک کی وجہ سے اللہ تعالی کے اوامر ونواھی سے پھیر گیا تو وہ شخص ایمان کی راہ سے پھیر گیا، اس بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا : " زانی جس وقت زنا کرتا ہے تو وہ ایمان کی حالت میں زنا نہیں کرتا، اور جس وقت وہ شخص شراب پیتا ہے تو وہ ایمان کی حالت میں شرات نہیں پیتا اور جس وقت وہ چوری کرتا ہے تو وہ ایمان کی حالت میں چوری نہیں کرتا"-

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے کامل ایمان کی نفی کی تصریح کر دی ہے جو اپنے پڑوسی کو تکلیف دیتا ہے یا وہ خود تو پیٹ بھر کر سوئے اور اس کے جانتے ہوئے بھی اس کا پڑوسی بھوکا ہو، کیونکہ ایمان کے لئے عمل ضروری ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : " اللہ کی قسم وہ مومن ہی نہیں، اللہ کی قسم وہ مومن ہی نہیں، اللہ کی قسم وہ مومن ہی نہیں، عرض کی گئی : اے اللہ کے رسول کون شخص مومن نہیں ؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : جس کے فتنوں سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ رہے" اور دوسری حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : " وہ شخص مجھ پر ایمان ہی نہیں لایا جس نے پیٹ بھر کر رات گزاری ہو اور اس کے جانتے ہوئے اس کے پہلو میں اس کا پڑوسی بھوکا ہو"-

حقیقی ایمان وہ ہے جو مومن کو دوسرے لوگوں پر زیادتی کرنے اور ان کے حقوق سلب کرنے سے محفوظ رکھے، اس کے سینے کو حسد، بغض،

انانیت، ذاتی ترجیح، دھوکے بازی، غداری، خیانت اور فساد وغیرہ جیسی بری صفات سے پاک رکھے اور اس کے اخلاق کی اصلاح کرے اور اس کا اثر اس کے طرزِ زندگی، اور دنیا میں اس کے تمام حرکات وسکنات اور اللہ تعالی کی تمام مخلوقات کے ساتھ اس کے معاملہ میں ظاہر ہو اور وہ صرف اللہ وحدہ لاشریک لہ کی رضا کی خاطر انسانوں، حیوانوں اور جمادات پر رحم کرے، اللہ تعالی نے فرمایا : {**وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا * إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنْكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا**} "اور وہ اپنا کھانا اللہ کی محبت میں محتاج کو اور یتیم کو اور قیدی کو کھلا دیتے ہیں ۔ ہم تومحض اللہ کی رضا کے لئے تمہیں کھلا رہے ہیں، نہ تم سے کسی بدلہ کے طلبگار ہیں اور نہ شکرگزاری کے خواہشمند ہیں" ۔

ایمان ایک درخت ہے جس کی اصل زمین میں ہے اور اس کی شاخیں آسمان میں ہے، جب اس کی اصل اور جَڑیں پختہ اور مضبوط ہوں گی تو یہ اپنے رب کے حکم سے ہر وقت اپنا پھل دے گا، اور حقیقی روزہ اس ایمان سے جنم لیتا ہے اور دل میں سکون واطمینان اور خوفِ خدا کو پیدا کرتا ہے، آپ دیکھتے ہیں کہ **حقیقی روزہ دار جھوٹ نہیں بولتا ہے** کیونکہ روزہ اور جھوٹ جمع نہیں ہو سکتے، روزہ جلوت سے پہلے خلوت میں خوفِ خدا کے اعلی ترین درجے پر قائم ہے، یہ بندے اور اس کے رب کے درمیان راز ہے اور جھوٹ منافقت کی اعلی اور واضح ترین علامت ہے اور یہ روزے کی حقیقت کے بالکل متناقض ہے، اسی لئے یہ دونوں جمع اور اکٹھے نہیں ہو سکتے، وہ شخص یا تو روزہ دار ہے یا جھوٹا، اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا : " جس شخص نے جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑا تو اللہ کو اس کے کھانا پینا چھوڑنے کی ضرورت نہیں ہے"، اور جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا : کیا مومن بزدل ہو سکتا ہے ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (ہاں)، پھر آپ سے کہا گیا: کیا مومن کنجوس ہو سکتا ہے ؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

: (ہاں)، اور پھر آپ سے کہا گیا : کیا مومن جھوٹا ہو سکتا ہے ؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : (نہیں).

اللہ پر ایمان کی ایک چاشنی اور حلاوت ہے جسے اللہ کی رضا پر رضا ہونے والے وہ لوگ ہی محسوس کرتے ہیں جن کے دل ایمان سے لبریز ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : " اس شخص نے ایمان کی حلاوت کو پا لیا جو اللہ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے پر راضی ہو گیا"، اور دوسری حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : " تین چیزیں ایسی ہیں کہ جس شخص میں وہ چیزیں پائی گئیں اِس شخص نے اِن چیزوں کی وجہ سے ایمان کی حلاوت کو پا لیا : پہلی چیز یہ ہے کہ اللہ اور اس کا رسول اسے ہر چیز سے زیادہ محبوب ہو، دوسری چیز یہ ہے کہ وہ کسی آدمی سے صرف اللہ کی رضا کی خاطر محبت کرے، اور تیسری چیز یہ ہے کہ اللہ تعالی کے اسے کفر سے نجات دینے کے بعد وہ کفر کی طرف لوٹنے کو ایسے ہی ناپسند کرے جیسے جہنم میں پھینکے جانے کو ناپسند کرے .

ایمان اور اخلاق دونوں لازم وملزوم ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : " لوگوں میں سے مکمل ترین ایمان والے وہ ہیں جو ان میں سے سب سے اچھے اخلاق والے ہیں، تواضع اختیار کرنے والے ہیں ، الفت ومحبت سے رکھتے ہیں اور لوگوں کے درمیان الفت ومحبت پیدا کرتے ہیں، اور اِس شخص میں کوئی بھلائی نہیں ہے جو نہ تو خود الفت ومحبت سے رہتا ہے اور نہ ہی لوگوں کے درمیان الفت ومحبت پیدا کرتا ہے"، ایمان نور ہے اور عبادت نور ہے، جس نے ایمان کی حلاوت اور عبادت کی لذت کو پایا صرف وہی شخص رواداری، آسانی اور اچھے طریقے سے معاملات کرنے کو جان سکتا ہے، وہ اللہ کی مخلوق پر نہ تو تکبر کرتا ہے، نہ لوگوں کے سامنے چِیں بہ جبین ہوتا ہے، نہ ان پر زیادتی کرتا ہے اور نہ ہی برائی کا بدلہ برائی سے دیتا ہے، بلکہ وہ معاف کر دیتا ہے اور درگزر سے کام لیتا ہے، اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : "جب تم میں کوئی روزہ کی

حالت میں ہو تو وہ اس دن نہ تو فحش کلامی کرے اور نہ ہی شور مچائے، پس اگر کوئی شخص اس کو گالی دے یا اس سے لڑائی کرے تو اسے کہہ دینا چاہیئے : میں روزہ دار ہوں".عقلمند شخص کو اس بات کا علم ہونا چاہیئے کہ ہو سکتا ہے وہ اپنی عبادت کی وجہ سے جنت میں داخل نہ ہو پائے مگر وہ اپنے اخلاق اور رواداری اور لوگوں کے ساتھ اچھا معاملہ کرنے کی وجہ سے جنت میں داخل ہو جائے گا، اس بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : " تم سے پہلے لوگوں میں سے ایک آدمی کا حساب لیا گیا تو ان کے نامہء اعمال میں کوئی نیکی نہ پائی گئی مگر یہ کہ وہ لوگوں سے میل جول رکھتا تھا، اور خوشحال تھا، اس نے اپنے خادموں کو حکم دیا رکھا تھا کہ وہ تنگ دست شخص معاف کر دیا کریں، تو اللہ تعالی نے فرمایا : " ہم اس سے زیادہ اس چیز کے یعنی معاف کرنے کے حقدار ہیں، تم اس کو معاف کر دو".

ہم یہ بات بھی باور کراتے ہیں کہ حقیقی ایمان ایک نور ہے جو اللہ تعالی اپنے بندے کے دل میں ڈال دیتا ہے پس وہ اس میں حکمت اور یقین پیدا کرتا ہے اور اس شخص کو اللہ کے نور سے دیکھنے والا بنا دیتا ہے، انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے تو ایک انصاری نوجوان آپ کو ملا جس کا نام حارثہ بن نعمان ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہا : " اے حارثہ تو نے کس حال میں صبح کی ہے ؟" اس نے عرض کی : میں نے حقیقی مومن کی حالت میں صبح کی ہے، انس بن مالک کہتے ہیں : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا : " جو بات آپ کہہ رہے ہیں اس پر توجہ کریں، بیشک ہر حق کی ایک حقیقت ہے، پس تیرے ایمان کی حقیقت کیا ہے؟" اس نے عرض کی :میرا دل دنیا سے کِنارہ کش ہو گیا ہے، میں نے اپنی رات کو بیداری میں گزارا یعنی قیام اللیل میں گزارا اور میں نے اپنے دن کو پیاسا رکھا یعنی دن کو روزہ رکھا اور گویا کہ میں اپنے رب کے عرش کو واضح طور پر دیکھ رہا ہوں اور میں جنتیوں کی طرف دیکھ رہا ہوں کہ وہ کس طرح ایک دوسرے سے

ملاقات کر رہے ہیں اور میں جہنمیوں کی طرف دیکھ رہا ہوں کہ وہ کس طرح ایک دوسرے کے دشمن بن رہے ہیں، نبی کریم نے اسے فرمایا : " تو نے حقیقت کو پا لیا ہے پس اسے لازم پکڑ، " آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات دو مرتبہ فرمائی "، ایک بندہ جس کے دل میں اللہ نے ایمان کا نور سے منور کر دیا ہے "۔

ایمان کے کئی شعبے ہیں ہر مومن کو ان کی پابندی کرنے پر حریص ہونا چاہیئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ایمان کے ستر سے زیادہ یا ساٹھ سے زیادہ شعبے ہیں، اِن میں افضل ترین شعبہ لا الہ الا اللہ کہنا اور ادنی ترین شعبہ راستہ سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا ہے اور حیا ایمان کا ایک شعبہ ہے "۔ اور جب ایک شخص نے حسن بصری رضی اللہ عنہ سے پوچھا : کیا آپ مومن ہیں ؟ تو آپ نے اس سے کہا : ایمان دو قسم کا ہے، اگر تم مجھ سے اللہ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں، جنت ودوزخ، حشر اور حساب وکتاب پر ایمان کے بارے میں پوچھ رہے ہو تو میں مومن ہوں، اور اگر تم مجھ سے اللہ تعالی کے اس فرمان کے بارے میں پوچھ رہے ہو : **{إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ* الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ* أُولَئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا}** " ایمان والے تو وہ لوگ ہیں کہ جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل خوفزدہ ہو جاتے ہیں اور جب ان پر اسکی آیات تلاوت کی جاتی ہے تو وہ ان کے ایمان میں اضافہ کر دیتی ہیں اور وہ اپنے رب پر توکل رکھتے ہیں ۔ یہ وہ لوگ ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں، اور جو کچھ ہم نے انہیں عطا کیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں ۔ یہی لوگ سچے مومن ہیں"۔ تو میں نہیں جانتا کہ میں ان میں سے ہوں یا نہیں ۔

سچا ایمان مومن کے لئے امن وامان اور اِس پاکیزہ زندگی کا باعث بنتا ہے جس کا وجود ایمان سے ہی ممکن ہوتا ہے، ارشاد خداوندی ہے : **{مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً}** "جو کوئی نیک عمل کرے خواہ

مرد ہو یا عورت جبکہ وہ مومن ہو تو ہم اسے ضرور پاکیزہ زندگی کے ساتھ زندہ رکھیں گے "۔ اور دوسری جگہ اللہ تعالی نے فرمایا : {**الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُمْ بِذِكْرِ اللَّهِ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ**} "جو لوگ ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کے ذکر سے مطمئن ہوتے ہیں، جان لو کہ اللہ ہی کے ذکر سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے "۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے : جب ایمان ضائع ہو جائے تو کوئی امن وامان نہیں رہتا، اور اس شخص کی دنیا بھی نہیں جس نے دین کو زندہ نہ کیا، اور جو شخص دین کے بغیر زندگی پر راضی ہو گیا اس نے تباہی کو زندگی کا ساتھی بنا دیا ۔

برادرانِ اسلام !

جب رمضان ایمان کا مہینہ ہے تو یہ افراد سازی کا مہینہ بھی ہے، روزہ ایک عملی درسگاہ ہے جو حقیقی مرد کو منظرعام پر لاتی ہے، احمد شوقی کہتے ہیں : "روزہ ایک جائز محرومی، بھوک کے ذریعے تربیت، اور اللہ کے لئے خشوع وخضوع کا نام ہے، ہر فرض کی ایک حکمت ہے، اور اس حکم کے ظاہر میں عذاب ہے اور اس کے باطن میں رحمت ہے، یہ شفقت پر ابھارتا ہے، صدقہ کرنے کی ترغیب دیتا ہے، تکبر کو ختم کرتا ہے، صبر کی تعلیم دیتا ہے، حتی کہ جب وہ شخص بھوک محسوس کرتا ہے جو پیٹ بھرنے کا عادی ہے اور عیش وعشرت میں پلنے والے کو عیش وعشرت کے اسباب سے محروم کر دیا جاتا ہے تو اسے محرومی کا علم ہوتا ہے کہ یہ محرومی شخص پر کیسے گزرتی ہے اور اسے کیسے تکلیف دیتی ہے جب اسے پہنچتی ہے "۔

جو شخص قرآن کریم میں غوروفکر کرتا ہے وہ اس حقیقت کا ادراک کر لیتا ہے کہ مردانگی ایک ایسا وصف ہے جو اللہ تعالی نے صرف اس کو عطا کیا ہے جو اس کی اہلیت اور قابلیت رکھتا ہے، اس قابلیت میں سے ایک یہ ہے کہ : **بغیر کسی تغیر وتبدل یا انحراف کے اللہ تعالی کے ساتھ سچا عہد کرنا،** اللہ تعالی نے فرمایا : {**مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى**

نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلا} "مومنین میں سے بہت سے مردوں نے وہ بات سچ کر دکھائی جس پر انہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا، پس ان میں سے کوئی اپنی نذر پوری کر چکا ہے اور ان میں سے کوئی انتظار کر رہا ہے، مگر انہوں نے اپنےعہد میں ذرا بھی تبدیلی نہیں کی"۔ اسی طرح حقیقی مرد وہ ہیں جنہوں نے اپنی جانیں اور اپنے مال اللہ رب العالمین کے لئے بیچ دیئے، اور اس کا اظہار اللہ کی رضا کی خاطر **دین، وطن اور عزت وناموس کی راہ میں جان ومال کی قربانی پیش کرنے** سے ہوتا ہے، اللہ تعالی نے فرمایا : **{إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَاةِ وَالإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ وَمَنْ أَوْفَى بِعَهْدِهِ مِنَ اللَّهِ فَاسْتَبْشِرُوا بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُمْ بِهِ وَذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ}**: " بیشک اللہ نے اہلِ ایمان سے ان کی جانیں اور ان کے مال، ان کے لئے جنت کے عوض خرید لئے ہیں، وہ اللہ کی راہ میں قتال کرتے ہیں، سو وہ قتل کرتے ہیں اور قتل کئے جاتے ہیں ۔ اللہ نے اپنے ذمہ کرم پر پختہ وعدہ لیا ہے تورات میں بھی انجیل میں بھی اور قرآن میں بھی، اور کون اپنے وعدہ کو اللہ سے زیادہ پورا کرنے والا ہے، سو تم اپنے سودے پر خوشیاں مناؤ جس کے عوض تم نے جان ومال بیچا ہے اور یہی تو زبردست کامیابی ہے "۔

ماہِ رمضان مساجد آباد کرنے اور راتوں کو قیام کرنے کا مہینہ ہے، اور یہ دونوں چیزیں شخصیت سازی اور افراد سازی کے اہم ترین اسباب میں سے ہیں، اللہ تعالی اپنے نبی کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے: **{يَا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ* قُمِ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا* نِصْفَهُ أَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيلًا* أَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا* إِنَّا سَنُلْقِي عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيلًا* إِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ أَشَدُّ وَطْئًا وَأَقْوَمُ قِيلًا}**" اے کَملی اوڑھنے والے ۔ آپ رات کو قیام فرمایا کریں مگر تھوڑی دیر کے لئے ۔آدھی رات یا اس سے تھوڑا کم کر دیں ۔ ہم عنقریب آپ پر ایک بھاری فرمان نازل کرینگے ۔ بیشک رات کو اٹھنا نفس کو سخت پامال کرتا ہے اور زبان سے سیدھی بات نکالتا ہے "۔ دوسری جگہ اللہ تعالی نے فرمایا: **{فِي بُيُوتٍ أَذِنَ اللَّهُ أَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ يُسَبِّحُ**

لَهُ فِيهَا بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ* رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ} "اللہ کے گھروں میں جن کے بلند کئے جانے اور جن میں اللہ کے نام کا ذکر کئے جانے کا حکم اللہ نے دیا ہے اِن میں صبح وشام اس کی تسبیح کرتے ہیں ۔ وہی مردانِ خدا ہیں جنہیں تجارت اور خرید وفروخت نہ اللہ کی یاد سے غافل کرتی ہے اور نہ نماز قائم کرنے سے اور نہ زکوۃ ادا کرنے سے وہ اس دن سے ڈرتے رہتے ہیں جس میں دل اور آنکھیں اُلَٹ پُلَٹ ہو جائیں گی"۔ اور اللہ تعالی نے جنتیوں کا وصف بیان کرتے ہوئے فرمایا : {كَانُوا قَلِيلًا مِنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ* وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ} "وہ راتوں کو تھوڑی سی دیر سویا کرتے ہیں ۔ اور رات کے پچھلے پہروں میں مغفرت طلب کرتے ہیں "، اور دوسری جگہ فرمایا : {تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ* فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ} "ان کے پہلو ان کی خوابگاہوں سے جدا رہتے ہیں اور اپنے رب کو خوف اور امید سے پُکارتے ہیں اور ہمارے عطا کردہ رزق میں سے خرچ کرتے ہیں ۔ سو کسی کو معلوم نہیں جو آنکھوں کی ٹھنڈک ان کے لئے پوشیدہ رکھی گئی ہے، یہ ان اعمال صالحہ کا بدلہ ہو گا جو وہ کرتے رہتے تھے"۔

رات کا قیام کرنا ان امور میں سے ہیں جن پر ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا کرتے ہوئے بالخصوص رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں پابند ہونا چاہیئے،نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس قدر اس عشرہ میں محنت کیا کرتے تھے اس قدر دوسرے دنوں میں محنت نہیں کیا کرتے تھے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے انہوں نے کہا: "جب آخری عشرہ داخل ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کمر بستہ ہو جاتے، راتوں کو جاگتے اور اپنے اہلِ خانہ کو جگاتے "، مطلب یہ ہے کہ عبادت میں محنت کرتے اور اپنی تمام توانائیاں صَرف کر دیتے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ عورتوں سے علیحدگی اختیار کرنے سے کنایہ ہے، اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی

ہے : "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے پہلے بیس دن نماز اور نیند کے ساتھ گزارتے تھے اور جب تیسرا عشرہ داخل ہوتا تو آپ کمر بستہ ہو جاتے "، اور ایک روایت میں آپ رضی اللہ عنہا نے کہا : "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں جس قدر محنت کرتے تھے کسی اور مہینے میں اتنی محنت نہیں کرتے تھے ".

رمضان المبارک نفس کی سرکشی کو لگام دینے، اطمینان وسکون، ضمیر کی بیداری، طرزِ زندگی کو منضبط کرنے، حسنِ تصرف، اخلاقی اور انسانی اقدار کو بلند کرنے اور اِن مکارمِ اخلاق کے ذریعے مرد تیار کرتا ہے جو انسان کی طرزِ زندگی کو منظم کرتے ہیں، اور اسے اپنی زندگی کے تمام معاملات میں راست رو بنا دیتے ہیں جس کی وجہ سے وہ اپنے حقوق کی حفاظت کرتا ہے، اپنے ذمہ داریوں کو ادا کرتا ہے، اور اپنی ذات، اپنے معاشرے، اپنے وطن اور اپنی امت کے لئے بہتری اور اصلاح کی تمام انواع کو بروئے کار لانے کے لئے کوشش کرتا ہے، جس کا نتیجہ معاشرے کے استحکام اور ترقی کی صورت میں نکلتا ہے اور الفت ومودت، رحمت وغیرہ جیسی اعلی صفات کی روح معاشرے پر غالب آ جاتی ہے جو قوموں کی ترقی وتمدن میں اہم کردار ادا کرتی ہیں .

ہمیں اس بات پر پابند ہونا چاہئے کہ ہم ان دنوں میں ذکر، دعا، تلاوتِ قرآن، اور ہر اس کام میں محنت کرنے سے فائدہ اٹھائیں جو کام ہمیں اللہ کے قریب کر دے تاکہ ہم ان دنوں میں اللہ تعالی کی رحمتوں سے محروم لوگوں میں سے نہ ہو جائیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : "تمہارے زمانے کے دنوں میں تمہارے رب کی رحمتیں برستی ہیں پس تم اس کے درپے ہو جاؤ، ہو سکتا ہے تم سے کسی کو ان رحمتوں میں سے کوئی حصہ نصیب ہو جائے جس کے بعد وہ کبھی بھی بد بخت نہ رہے ".

اے ہمارے رب ہم سے قبول فرما، بیشک تو خوب سننے والا، جاننے والا ہے، اور ہم پر نگاہِ لطف فرما، بیشک تو توبہ قبول فرمانے والا، رحم فرمانے والا ہے ۔ آمین